﴿پہلی قسط﴾

رؤیت ہلال کمیٹی کا دائرہ عمل اور شرعی جائزہ

مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی

مدرس جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱	تمہید	۸	یکسانیت کے خلاف نکات
۲	ضرورت واہمیت	۹	گواہی سے متعلق تحقیق
۳	رؤیت ہلال کا اہتمام	۱۰	رؤیت ہلال کے لئے شرائط شہادت
۴	رؤیت ہلال کے چند اصول	۱۱	خبر صادق اور شہادت میں فرق
۵	قرب قیامت اور رؤیت ہلال	۱۲	ہلال عید کے متعلق شرعی ضابطہ شہادت
۶	ثبوت میں اختلاف کے اسباب عشرہ	۱۳	مراجع ومصادر
۷	چاند کی رؤیت میں عہد صحابہ کے اختلاف کا واقعہ		

تمہید:

الحمد لله لاهله والصلوة لاهلها امابعد

قال الله تبارک وتعالیٰ یسئلونک عن الاهلة قل هی مواقیت للناس والحج (الایة)

ترجمہ: اے حبیب! لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں ان کو جواب دیجئے کہ یہ حج اور لوگوں کی دیگر عبادات کی معرفت کے لئے ہے۔ وقال النبی ﷺ صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته فان غم علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلثین متفق علیه (بحواله مشکوة المصابیح کتاب الصوم باب رؤیة الهلال ص ۱۷۴).

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھو چاند دیکھنے پر اور افطار کرو (عید مناؤ) چاند دیکھنے پر پس جس دن بادل ہو جائے تو شعبان کے تیس روزے پورے کرو۔

قارئین کرام! تحقیقی اور اہم مضمون شروع کرنے سے پہلے چند کلمات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں

(۱) ویسے تو اس مضمون پر مجھ ناچیز سے پہلے کئی اکابر حضرات نے تحقیق کی ہے مگر چونکہ مذکورہ عنوان میرے مقالہ کا بھی تھا جو بندہ نے

طالب علمی کے زمانے میں قلم بند کیا تھا اصل مقالہ تو کافی لمبا اور وسیع ہے جس کو یہاں پر تمام کے تمام تحریر کرنا یقیناً طوالت سے خالی نہ ہوگا لہذا یہاں پر اصل مقالہ کا اختصار کیا جارہا ہے جو قسط وار شائع ہوگا۔ نیز یہ بھی کوشش ہوگی کہ تمام اکابر حضرات کی رائے اور فتاویٰ اخیر میں منسلک کی جائے۔

(۲) دوسری بات یہ کہ اس عنوان پر کام کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے کیونکہ تقریبا ہر سال ''ہلال رمضان'' اور ''ہلال فطر'' کے موقعہ پر مسائل ہلال میں عام ناواقفیت کے سبب نیز الات جدیدہ کے عموم کے سبب اکثر لوگوں کو مغالطے پیش آتے ہیں اور عام مسلمانوں میں ایک خلفشار اور انتشار کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو کسی باشعور شخص سے مخفی نہیں ایک دیہاتی اور جاہل آدمی علمائے کرام کی شان میں کئی گستاخیوں میں مبتلاء ہو جاتا ہے اللہ جل جلالہ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کی بے اکرامی کرنے سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔

ضرورت واہمیت:

رؤیت ہلال ایک اہم مسئلہ ہے از روئے شریعت اس پر قمری مہینوں کا انحصار ہے جس کے ساتھ ہماری کئی عبادات وابستہ ہیں اور قمری مہینوں کا حساب رکھنا تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اگر یہ بالکل ختم ہو جائیں تو سارے مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ دوسری طرف اس مسئلے پر امت مسلمہ میں ایک انتشار کی کیفیت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اچھے اچھے حلیم حضرات کی زبان سے ناگفتی الفاظ ہر دو جانب نکلتے ہیں۔ جس سے شیطان خوش اور اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ کا کوئی ایسا حل تلاش کرنا ضروری ہے کہ جس سے ایک طرف شریعت کے احکامات پر عمل آسان ہو جائیں تو دوسری طرف افہام وتفہیم کی فضاء پیدا کر کے امت کو انتشار سے نکالنے کی سعی کی جائے۔

رؤیت ہلال کا اہتمام:

رؤیت ہلال کا اہتمام مسلمانوں میں اس لئے ہے کہ ان کی عبادات کے اوقات اور تاریخوں کا تعین چاند پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **یسئلونک عن الاهلة قل هی مواقیت للناس والحج الایة** ۔ ترجمہ: اے حبیب! لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں ان کو جواب دیجئے کہ یہ حج اور لوگوں کی دیگر عبادات کی معرفت کے لئے ہے۔ چونکہ چاند انتیس دنوں کا بھی ہوتا ہے اور تیس کا بھی اس لئے رؤیت کے اہتمام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ صحیح اوقات میں عبادات واقع ہوں پس چاند کی تلاش برائے عبادات خود عبادت ہے اور موجب اجر وثواب ہے پھر کیوں نہ مسلمان اس کی دید اور رؤیت کے لئے سرگرم ہوں۔

رؤیت ہلال کے اصول:

پہلا اصول:

جب مطلع صاف ہو تو فقہائے کرام رمضان المبارک اور عید الفطر پر دو موقعوں پر ''خبر مستفیض'' کو ضروری قرار دیتے ہیں (بحوالہ ہدایہ

ص۱۴۴ ج ۱) خبر مستفیض کا مطلب یہ ہے کہ ایک اتنی بڑی جماعت چاند دیکھنے کی اطلاع دے جن کا جھوٹ پر متفق ہو جانا عادۃ نا قابل تصور ہو جیسا کہ الدر المختار علی الرد المختار میں ہے۔ جمع عظیم یقع العلم الشرعی وهو غلبة الظن بخبرهم (ص ۹۵ ج ۲) بعض فقہائے کرام نے اس جمع عظیم کی تعداد مقرر کرنے کی سعی کی ہے تاہم اس تعداد کی تعیین میں خاصا اختلاف ہے ایک طرف خلف بن ایوب ہیں کہ پانچ سو شاہدین کی تعداد کو بھی کم تصور کرتے ہیں "خمسأته بىلخ قليل" دوسری طرف حسن بن زیاد ہیں کہ خود امام ابوحنیفہؒ سے مطلع صاف ہونے کے باوجود دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کا کافی ہونا نقل کرتے ہیں اور ابن نجیم مصریؒ اپنے زمانہ میں لوگوں کی غفلت اور سستی پر نظر رکھتے ہوئے اس رائے کو قابل عمل قرار دیتے ہیں۔ وینبغی العمل علیها فی زماننا لان الناس قد تکاسلوعن ترأی الاهلة (تنبيه الغافل والو سنان علی احکام هلال رمضان ص ۲۳۴ رسائل ابن عابدين ج ۱)

دوسرا اصول:

فتاوی عالمگیری میں ہے ان کان بالسماء علة فشهادة الواحد علی هلال رمضان مقبولة اذا کان عدلا مسلما عاقلا بالغا حرا کان او عبدا ذکرا کان او انثیٰ . ج ۱ ص ۲۳۴

ترجمہ: اگر آسمان ابر آلود ہو تو ایک آدمی کی گواہی قبول کی جائے گی جو عادل، مسلمان، عاقل بالغ ہو آزاد ہو چاہے غلام۔ اگر آسمان ابر آلود ہو تو رمضان المبارک کے چاند کے لئے ایک آدمی کی خبر ضروری ہے کہ اس نے بچشم خود دیکھا ہو (بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۳۴) یہ خبر قاضی اور امیر المومنین نہ ہونے کی صورت میں عام مسلمانوں کے سامنے بھی مسجد میں دی جاسکتی ہے اور اس کی وجہ سے اپنے طور پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ نیز خبر دینے والا عادل اور متشرع ہونے کی حیثیت سے معروف ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ مستور الحال اور ایسے آدمی کی خبر فقہاء نے کافی قرار دیا ہے جس کے عادل اور ثقہ ہونے کی تحقیق نہ ہو (بحوالہ جدید فقہی تحقیق مولانا خالد سیف رحمانی صاحب ص ۱۷ ج ۲) بلکہ قاضی کو اگر کسی فاسق شخص کی اطلاع پر بھی کسی معاملہ میں غالب گمان ہو جائے، تو بعد کے فقہاء کہتے ہیں کہ اس پر عمل کر لینا چاہیئے چنانچہ فتاوی شامی میں ہے۔ فان تحریٰ القاضی الصدق فی شهادته تقبل والا فلا (ص ۴۷۸ ج ۸)

تیسرا اصول:

جب مطلع ابر آلود ہو تو عید الفطر کے لئے دو معتبر آدمیوں کی شہادت ضروری ہے لیکن اس صورت میں گواہوں کے معتبر ہونے یا نہ ہونے کی مدار قاضی اور رؤیت ہلال کمیٹی کے اطمینان ہی پر ہے۔ جیسا کہ اوپر علامہ شامیؒ کی تحریر گذر چکی ہے اور اسی کو طرابلسی نے امام قراتی سے نقل کیا ہے۔ واذا غلب علی الظن صدق الفاسق قلبت شهادته وحکم بها. (الفتاویٰ الهندية ص ۱۰۱ ج ۱) تاہم محض شک کی بناء پر کبھی بھی چاند نکلنے کا فیصلہ نہیں ہوسکتا شک سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا

گمان برابر طور پر ہو۔اور کسی ایک طرف رجحان زیادہ نہ ہو۔ مذکورہ عبارت کا خلاصہ یہ ہوا: کہ جب مطلع ابر آلود نہ ہو تو شوال اور رمضان المبارک کے دنوں چاند میں ''خبر'' مطلوب ہے۔مگر ضرور ہے کہ وہ خبر ''مستفیض'' ہو۔اگر مطلع ابر آلود ہو اور رمضان المبارک کے چاند کا مسئلہ ہو تو اس صورت میں بھی خبر مطلوب ہے بہ خلاف اس صورت کے جب کہ مطلع ابر آلود ہو اور مسئلہ عید یا بقرعید کے چاند کا مسئلہ ہو کہ اس صورت میں گواہی مطلوب ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدینؒ نے فرمایا کہ چوں کہ عید الفطر کا چاند سے لوگوں کا نفع منسلک ہے اس لئے کہ وہ ''معاملات'' میں داخل ہے۔ **وشرط الهلال الفطر مع علة فى السماء شروط الشهادة لانه تعلق به نفع العباد وهو الفطر فأشبه سائرحقوقهم فاشترط لهٗ ما اشترط لها من العدد والعدالة والحرية وعدم الحد فى قذف وان تاب ولفظ الشهادة والدعوىٰ على خلاف فيه (تنبيه الغافل والو سنان على احكام هلال رمضان ص ۲۳۴ رسائل ابن عابدين ج ۱)**

ترجمہ: آسمان ابر آلود ہونے کے باوجود عید کے چاند کے لئے گواہی کی شرطیں مطلوب ہیں اس لئے کہ اس سے بندوں کا نفع یعنی روزہ نہ رکھنے کا حکم متعلق ہے لہذا یہ بندوں کے دوسرے حقوق کے مشابہ ہے تو اس کے لئے بھی تعداد، عدالت، آزادی، اور محدود فی القذف نہ ہونے (گو تائب ہو چکا ہو) کی وہی شرطیں ہونگی جو دوسرے حقوق کو ثابت کرنے کے لئے ہیں البتہ گواہی کا لفظ اور دعویٰ بھی ضروری ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہیں (بشکریہ جدید فقہی مسائل مولانا خالد سیف رحمانی از صفحہ ۱۷ تا ۳۸)

قرب قیامت اور رؤیت ہلال:

عن انسؓ ان رسول الله ﷺ قال من اقتراب الساعة ان ير الهلال قبلا فيقال ليلتين الخ

ترجمہ: یعنی قرب قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ چاند پہلے سے دکھ لیا جائے گا اور پہلی تاریخ کے چاند کو دوسری تاریخ کا چاند شمار کیا جائے گا۔اس کا مشاہدہ تو ہمارے سامنے ہے کہ بعض مرتبہ اخبارات یا ذرائع ابلاغ کے ذریعے کہ فلاں دن فلاں علاقوں میں روزہ رکھا جائے گا یا عید منائی جائے گی اسی کے مطابق عید بھی ہوتی ہے اور روزہ بھی اور جو صحیح رؤیت والا دن ہوتا ہے اس چاند کو جب دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ دوسری تاریخ کا چاند ہے اسی بات کو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ پہلی تاریخ کا چاند دیکھیں گے اور کہیں گے کہ یہ دوسری تاریخ کا چاند ہے حالانکہ چاند جس دن نظر آئے وہ اسی دن کا ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ایک ایسے موقع پر جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا فرمایا۔ **عن ابى البخترى قال خرجنا للعمرة فلما نزلنا ببطن نخلة تراْيناالهلال فقال بعض القوم ،هو ابن الثلاث وقال بعض القوم هو ابن ليلتين فقال اى ليلة رأيتموه قلنا ليلة كذا و كذا فقال ان رسول الله ﷺ امره للرؤية فهو ليلة رأيتموه (مشكوٰة ص ۱۷۴)** اس سے معلوم ہوا کہ ثبوت ہلال کے لئے رؤیت شرط ہے چاند کے حجم کے بڑے چھوٹے ہونے کا اعتبار نہیں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں **اى ان الله يخلقه كبيرا ليكون اظهر**

للابصار ویخلقہ صغیرا فقد یری وقد لایری فتکمل العدۃ ثلاثین کما تکمل فی الغیم (فتح الملہم)
یعنی اللہ تعالیٰ کبھی چاند کو بڑا پیدا فرما دیتے ہیں تاکہ دیکھنے والوں کو نظر آئے اور چھوٹا کبھی دکھائی دیتا ہے اور کبھی دکھائی نہیں دیتا، دکھائی نہ دینے کی صورت میں تیس کی گنتی پوری کی جائے گی جیسا کہ مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں گنتی پوری کی جاتی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ چاند دوسری شب کا ہے اس کی کوئی وقعت اور حقیقت نہیں (ماہنامہ بینات)

ثبوت میں اختلاف کے اسباب عشرہ:

چاند کے مسئلے میں گڑبڑ اور اختلافی صورت ہمیشہ سے رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی قرون مشہود لہا بالخیر خلافت راشدہ کے دور میں بھی یہ رہا اس اختلاف کو ختم کرنے کی سعی قدرت کا مقابلہ کرنا ہے اس لئے کہ

(۱) پہلا سبب اختلاف تو یہ ہے کہ چاند کبھی انتیس کو نظر آتا ہے اور کبھی تیس کو

(۲) کبھی کبھار جب چاند نظر آتا ہے ہر جگہ کا مطلع صاف نہیں رہتا کہیں صاف اور کہیں غبار آلود اس لئے کہیں نظر آیا اور کہیں نہیں۔

(۳) ہر مہینہ کا چاند برابر نہیں ہوتا یعنی ایک جگہ سے نظر نہیں آتا کبھی مغرب سے مائل بہ جنوب اور کبھی عین مغرب میں اور کبھی مائل بہ شمال نظر آجاتا ہے۔

(۴) چاند کے سائز میں بھی فرق ہوتا ہے کبھی باریک کبھی موٹا

(۵) دیکھنے والے سب کی نظر یکساں نہیں ہوتی کسی کی قوی اور کسی کی ضعیف

(۶) گواہی دینے والے سب کی یکساں نہیں ہوتے کسی کی گواہی مقبول اور کسی کی مردود

(۷) کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کی بات ماننے کو سب تیار ہو جائیں

(۸) ہر جگہ رؤیت ہلال کمیٹی موجود نہیں۔

(۹) جہاں رؤیت ہلال کمیٹی موجود ہے وہاں بھی ہر جگہ اس کے تمام ارکان مسائل شرعیہ کے ماہر اور احکام سنت کے پابند نہیں۔

(۱۰) ہر ریڈیو پر اپنا قبضہ نہیں کہ ان پر پابندی عائد کی جائے کہ اعلان کیا جائے یا نہ کیا جائے نہ ہر جگہ کے عالم کو اس کا مکلف کیا جا سکتا ہے کہ ریڈیو اسٹیشن پر آکر خود اعلان کرے اور نہ یہ اس کے قبضہ میں ہے۔ ان اسباب عشرہ کے پیش نظر یہ مسئلہ کیسے حل کیا جائے (فتاوی محمودیہ ج ۳ ص ۱۲۲)

اب ان اسباب کے باوجود رؤیت ہلال کے مسئلے پر بہت سے لوگوں کی توجہ صرف اس لئے ہے کہ انہوں نے اپنے نزدیک یہ طے کر رکھا ہے کہ پورے ملک میں عید کا ایک ہی دن ہونا ضروری ہے اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو اس کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی اور اگر کوئی ایک حکومت وسیع ہو تو اس کے دو مختلف حصوں میں بھی وحدت اور یکسانیت ناممکن ہے۔ اگر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر اس میں فضیلت اور ثواب ہے تو یہ کسی کی رائے کی چیز نہیں جب تک اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ اس کی خبر نہ دیں مگر قرآن و سنت میں اس کی کوئی اصل

موجود نہیں بلکہ تعامل عہد نبوی اور خلافت راشدہ اور مابعد کے تمام مسلمانوں کا ہمیشہ اس سے مختلف رہا ہے۔ کبھی اس بات کا اہتمام نہیں کیا گیا کہ مکہ اور مدینہ میں ایک دن عید ہو اور ایسے واقعات تو بہت ہیں کہ ملک شام میں کسی دن رمضان اور عید ایک ہوئے اور مدینہ طیبہ میں کسی اور دن حالانکہ مدینہ طیبہ سے ملک شام کا فاصلہ کچھ زیادہ نہیں (بحوالہ رؤیت ہلال ص ۳۴ مفتی محمد شفیعؒ)

چاند کی رؤیت میں اختلاف کا عہد صحابہ کا ایک واقعہ:

عن كريب ان ام الفضل بنت الحارث بعثته الى معاوية بالشام قال فقد مت الشام فقضيت حاجتها واستهل علىٰ رمضان وانا بالشام فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فى اخر الشهر فسالنى عبدالله بن عباس ثم ذكر الهلال فقال متىٰ رايتم الهلال فقلت رايناه ليلة الجمعة فقال انت رايته فقلت نعم ورواه الناس وصاموا وصام معاوية فقال لكنا رايناه ليلة السبت فلانزال نصوم حتىٰ نكمل ثلاثين او نراه فقلت اولا تكتفى برؤية معاوية وصيامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله ﷺ (الصحيح المسلم ج ا ص ۳۴۸)

حضرت مولانا محمد شفیعؒ صاحب لکھتے ہیں کہ عید ورمضان وحدت اور یکسانیت کوئی شرعی پسندیدہ چیز نہیں اگر وحدت ویکسانیت کوئی شرعی پسندیدہ چیز ہوتی تو یہ کچھ مشکل نہ تھا کہ ملک شام سے دوسری شہادت طلب کر کے یہ وحدت قائم کر لی جائیں مگر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حضرت کریب کے اصرار کے باوجود اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی (رؤیت ہلال حضرت مولانا محمد شفیعؒ ص ۳۵)

یکسانیت کے خلاف نکات:

کتب فقہ وکتب فتاوٰی کے ذخیرہ سے چند نکات جو کہ یکسانیت کے خلاف ہے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں

(الف) مسئلہ چاند کے وجود کا نہیں شہود (گواہوں) کا ہے

(ب) پوری دنیا میں اوقات عبادات میں یکسانیت ممکن نہیں

(ج) ہماری عبادات تہوار یا تقریب نہیں جن کی یکسانیت کی فکر کی جائے

(د) جغرافیائی حالات ایسے ہیں کہ غیر یکسانیت بہر حال قائم ودائم رہے گی (اسلامی ممالک میں قمری مہینوں میں یکسانیت ص ۵۷ مؤلف غلام مجتبیٰ سلیم)

(ہ) دیگر بے شمار اسباب یکسانیت کے خلاف ہیں۔

ان تمام تفصیل سے معلوم ہوا کہ عید ورمضان میں وحدت اور یکسانیت کوئی معتبر چیز نہیں۔

گواہی سے متعلق تحقیق:

ولو شهد واحد عن شهادة واحد فى هلا ل رمضان تقبل لان العدد فى الاصول ليس بشرط فلا يكون فى الفروع شرطا واذا شهد واحد علىٰ ان الهلال ان شهد علىٰ هلال رمضان ان كانت السماء مغيمة تقبل

شهادة الواحد حتیٰ وجب علی الناس ان یصوموا هذا الیوم لانه اخبر بامر من امور الدین وهو وجوب الصوم فتقبل وان کانت السماء مصحیة لاتقبل شهادة الواحد وعن ابی حنیفةؒ انه تقبل (الفتاویٰ تاتارخانیه کتاب الصوم الفصل الثالث ج ا ص ۲۳۶) مندرجہ بالاعبارت سے معلوم ہوا کہ اگر ہلال رمضان میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی طہارت سے گواہی دی تو اس کو قبول کیا جائے گا کیونکہ عدد اصل (یعنی شہادت) میں شرط نہیں تو فرع میں (یعنی شہادة علی الشهادة) میں بطریقہ اولیٰ شرط نہیں ہوگا یہ اس وقت ہے جب کہ آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں اور اگر آسمان صاف ہوں تو پھر ایک آدمی کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی لیکن امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قبول کی جائے گی اور ہدایہ میں مذکور ہے و اذالم تکن بالسماء علة لم تقبل الشهادة حتیٰ یراه جمع کثیر یقع العلم بخبر هم لان التفرد بالرؤیة فی مثل هذه الحالة یوهم الغلط فیجب التوقف فیه حتیٰ یکون جمعا کثیرا (هدایه کتاب الصوم ج ا ص ۲۳۳)(هکذا فی الفقه النافع ج ا ص ۳۸۱ مکتبة العبیکان)(وایضا ذکر فی مختص اختلاف العلماء ج ۲ ص ۷) ان تمام عبارتوں سے واضح ہوا کہ صاحب ہدایہ اور دیگر فقہائے کرام نے بھی آسمان کے صاف ہونے کے وقت جمع کثیر کا اعتبار کیا ہے (یعنی اتنی کثیر تعداد جن کی خبر سے یقین حاصل ہو جائے) جمع کثیر جو فقہاء نے بیان کی ہے اس کی تفصیل آگے ان شاءاللہ آجائے گی۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے الواحد اذا شهد برؤیة هلال رمضان فان کانت السماء متغیمة وفی الهدایة اوغبارا اونحوه تقبل شهادة الواحد اذا کان مسلما (الفتاویٰ تاتارخانیه کتاب الصوم ج ۲ ص ۳۵۰) اسی کی تشریح میں آگے امام ابوبکر محمد بن الفضل فرماتے ہیں اذا کانت السماء متغیمة انما تقبل شهاد الواحد اذا فسر وقال رأیت الهلال خارج البلدة فی الصحراء او یقول رأیتهٗ فی البلدة بین خلال السحاب فی وقت یدخل فیه السحاب ثم ینجلی اما بدون هذا التفسیر لاتقبل لمکان التهمة (التاتارخانیه ج ۲ ص ۳۵۰) یہ کثیر تعداد اس وقت شرط ہے جب کہ آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت میں گذرا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں تو اس وقت ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی جب تک کثیر تعداد میں گواہ حاضر نہ ہو جائیں مگر جب آسمان صاف ہو بادل نہ ہو تو فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کی گواہی (اگر وہ عادل اور متقی ہو) قبول کیا جا سکتا ہے۔ عبارات ملاحظہ فرماویں فاما اذا کانت السماء مصحیة لاتقبل شهادة الواحد فی ظاهرا لروایة خلافا لما رواه الحسن عن ابی حنیفةؒ بل یحتاج فیه الیٰ زیادة العدد وفی الحجة ولوقبل الامام شهادة شاهدین عدلین وقد سکن قلب القاضی علیٰ قولهما جاز وثبت حکم رمضان (التاتارخانیه فیما یتعلق برؤیة الهلال ج ۲ ص ۳۵۰) ماقبل عبارات میں فتاویٰ الولواجیہ کے حوالے سے امام اعظمؒ کا قول نقل کیا تھا کہ آسمان کے صاف ہونے کے وقت ہلال رمضان میں ایک آدمی کی شہادت قبول کی جائے گی۔ لیکن ماقبل والی روایت میں صاحب فتاویٰ تاتارخانیہ لکھتے ہیں کہ اگر آسمان پر بادل وغیرہ نہ ہو تو ایک آدمی کی شہادت قبول نہیں

کی جائے گی اور یہی ظاہر الراوایۃ ہے بلکہ زیادہ عدد کی ضرورت ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ ظاہر الروایۃ حسن کی روایت عن ابی حنیفہؒ کے خلاف ہے اب زیادہ عدد کی مقدار کتنی ہے تو جہ میں مذکور ہے کہ اگر دو آدمیوں کی شہادت سے جو کہ عادل ہو قاضی کے دل کو تسکین ہو جائے ان کے قول پر تو جائز ہے اور رمضان کا حکم ثابت ہو جائے گا۔ ثم انما تقبل شهادة الواحد على هلال رمضان اذاكانت السماء مضحية اذا كان هذا الواحد في المصر فاذا جاء من خارج المصر او جاء من اعلىٰ الاماكن في مصر ذكر الطحاوى انه تقبل شهادته وهكذا ذكر في كتاب الاستحسان وذكر القدورى انه لاتقبل شهادته في ظاهرا لرواية وفي الذخيرة وذكر الكرخى انه تقبل وفي القضية صح رواية الطحاوى واعتمد عليها وفي فتاوىٰ الخلاصة في ظاهر المذهب لا تفاوت بين المصر وخارجه (التاتاخانيه كتاب الصوم ج۲ ص ۳۵۰) وفيها هذاالذى ذكرنا في هلال رمضان واما اذاقامت الشهادة برؤية هلال شوال وبرؤية هلال ذى الحجة اذاكانت السماء مضحية فالجواب فيه كالجواب في روية هلال رمضان يعنى لاتقبل فيه شهادة الواحد بل يشترط زيادة العدد ولابد من اعتبار العدالة والحرية واما اذا كانت السماء متغيمة لاتقبل مالم يشهد بذلك رجلان اورجل وامرأتان في ظاهر الرواية وذكرشيخ الاسلام في شرح الشهادات ان شهادة المثنى في الفطر والاضحى انما تعتبر اذاكانت بالسماء علة او كانت مضحية وجاء من مكان آخر (التاتار خانيه ص ۳۵۱ ج ۲) ماقبل کی عبارت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہلال رمضان میں جب کہ آسمان صاف ہو تو ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی ۔ یہ اس وقت ہے کہ جب کہ یہ آدمی شہر میں چاند کی رؤیت کی گواہی دے دے ہاں اگر وہ شخص خارج مصر سے آکر چاند کی گواہی دے دے یا شہر کی اونچی عمارتوں میں سے چاند کی رؤیت کی گواہی دے دے تو امام طحاویؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس کی گواہی قبول کی جائے گی ۔ اور رقدوری میں ذکر ہے کہ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی لیکن امام کرخیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور راقضیہ میں امام طحاویؒ کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے اور خلاصۃ الفتاویٰ میں مذکور ہے کہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ مصر اور خارج مصر میں کوئی فرق نہیں ۔ یہ جو ماقبل میں ذکر کیا ہے یہ تو ہلال رمضان کے بارے میں ہے اور اگر ھلال شوال اور ہلال ذی الحجہ کی رؤیت کے بارے میں شہادت قائم ہو جائے اگر آسمان صاف ہو پھر تو ہلال رمضان کی طرح ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی بلکہ زیادت عدد کی شرط ہے ۔ اور اگر آسمان صاف نہ ہو تو ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ جب تک دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں رویت کی گواہی نہ دے تو قبول نہیں کی جائے گی اور شرح شہادت میں شیخ الاسلام ذکر کرتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں دو آدمیوں کی گواہی اس وقت قبول کی جائے گی جب آسمان پر گرد غبار یا بادل ہو اور گواہ دوسری جگہ (غیر مصر سے) ہوں بہر حال ماقبل والی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آسمان صاف ہو تو ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی بلکہ زیادت عدد کی ضرورت ہے اب زیادتی عدد کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کی مقدار کیا ہے؟

توحسن بن زیاد حضرت امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی یا ایک مرد اور دو عورتیں اگر گواہی دیں تو قبول کی جائے گی لیکن امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر آسمان صاف ہو تو جمع عظیم کا اعتبار کیا جائے گا اور ابو یوسفؒ سے یہ روایت بھی ہے کہ انہوں نے قسامۃ کے عدد کا اعتبار کیا ہے (یعنی پچاس مرد) اور خلاصۃ الفتاوٰی میں امام محمدؒ کا قول نقل کیا ہے کہ جب تک ہر جانب سے خبر حدتواتر تک نہ پہنچے اس وقت تک رویت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور یہی روایت امام ابو یوسفؒ سے بھی مروی ہے اور ینابیع میں امام محمدؒ کا قول نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قلت اور کثرت کی مقدار قاضی کے رائے پر موقوف ہوگا (اگر قاضی کہے کہ یہ عدد قلیل ہے تو وہ قلیل ہے اور اگر وہ کہے کہ یہ عدد کثیر ہے تو وہ کثیر ہے) اور حجۃ میں ذکر ہے کہ یہی قول صحیح ہے اور عالمگیری میں مذکور ہے۔ اذا اخبر الرجلان فی هلال شوال فی السواد والسماء متغيمة وليس فيه وال ولا قاض فلاباس للناس ان يفطر وكذا فی الزاهدی (علامگیری ج ا ص ۱۹۸) وفيها وذكر شيخ الاسلام ان شهادة الاثنين تقبل ايضا اذا جاء من مكان آخر هكذافی الذخيرة (فتاوی عالمگیری ج ا ص ۱۹۸) ۔اور صاحب ہدایۃ حد کثیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ثم قيل فی حد الكثير اهل المحلة وعن ابی یوسفؒ خمسون رجلا اعتبارا بالقسامة ولا فرق بين اهل المصر ومن ورد من خارج المصر وذكر الطحاویؒ انه تقبل شهادة الواحد اذا جاء من خارج المصر لقلة الموانع وكذا اذا كان على مكان مرتفع فی المصر. (الهدايه كتاب الصوم ج ا ص ۲۳۳) اور بدائع میں بھی امام ابو یوسفؒ کا یہی قول نقل کیا گیا ہے قسامۃ یعنی پچاس مرد کا اعتبار کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے دو قول ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک روایت حسن سے مروی ہے کہ رؤیت ہلال رمضان میں ایک عادل شخص کی گواہی قبول کی جائے گی اور یہی ایک قول امام شافعیؒ سے بھی منقول ہے(۱) اور دوسرا قول یہ ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی قبول کی جائے گی (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج۲ ص۲۲۰) اور ''المتانة فی مرمة الخزانة'' میں مذکور ہے وايضا قال فی الكافی وعن محمد حتیٰ يتواتر الخبر من كل جانب (المتانة فی مرمة الخزانة ص ۳۴۹) اور فتاوٰی واحد میں مذکور ہے درایں زمان برائے رؤیت دو گواہ کافی است اور آگے فرماتے ہیں۔ وظاهر الرواية لا يشترط الجمع العظيم وانما يشترط العدد وهو يصدق على اثنين. (فتاوی واحدی ص ۱۶ ۳ ج ا) اور فتاوٰی الولوجیۃ میں مذکور ہے۔ ثم اذا لم تقبل شهادة الواحد واحتيج الى زيادة العدد عن ابی حنيفةؒ انه تقبل شهادة رجلين اورجل وامرأتين وعن ابی یوسف انه لا تقبل مالم يشهد على ذلک جمع عظيم وذلک مقدر بعدد القسامة وعن محمد فمااستكثره الحاكم فهو كثير وما استقله فهو قليل هذا اذا كان الذی شهد بذلک فی المصر اما اذا جاء من مكان آخر خارج المصر فانه تقبل شهادته اذا كان عدلا ثقة لانه تيقن فی الروية فی الصحاری مالايتيقن فی المصار لما فيها من كثرة الغبار هذا اذا كانت الشهادة على هلال الصوم اما اذا كانت الشهادة على هلال الفطر ان كانت السماء متغيمة ذكر فی ظاهر الرواية انه

لاتقبل شهادة الواحد مالم يشهد بذلك رجلان او ررجل وامرأتان وان كانت السماء مصحية فالجواب كالجواب فى رؤية هلال رمضان(الفتاوى الولوجية الفصل الثالث كتاب الصوم ج ۱ ص ۲۳۸،۲۳۷) اور خلاصۃ الفتاوی میں امام محمدؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔وعن محمد بتواتر الخبر من كل جانب اوراسی جمع کثیر کی مقدار کو بیان کرتے ہوئے الشرح ''البحر الرائق'' میں علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں۔ولم يقدر الجمع الكثير فى ظاهر الرواية بشئى وعن ابى يوسفؒ انه قدره بعدد القسامة خمسين رجلا وعن محمد انه يفوض مقدار القلة والكثرة الى راى الامام وفى فتح القدير والحق ماروى عن محمد وابى يوسفؒ ايضا ان العبرة لتواتر الخبر ومجيئه من كل جانب.(شرح البحر الرائق كتاب الصوم ج ۲ ص ۴۶۹) ماقبل والی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظاہرالروایۃ میں جمع کثیر کی کوئی مقدار نہیں اور امام ابو یوسفؒ نے قسامۃ کے عدد کی مقدار مقرر کی ہے یعنی پچاس مرد رؤیت کے بارے میں گواہی دے دے تو اس کو قبول کیا جائے گا لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ قلت اور کثرت کی مقدار امام کے سپرد ہے جس مقدار کو وہ قلیل کہے تو وہ قلیل ہے اور جس کو وہ کثیر کہے تو وہ کثیر ہے اور فتح القدیر میں مذکور ہے کہ حق بات وہی ہے جو صاحبین سے مروی ہے کہ اعتبار اس خبر کا ہے جو تواتر کے ساتھ آئے اور ہر جانب سے آئے۔

رؤیت ہلال کے لئے شرائط شہادت:

معاملات کی مختلف قسموں کے اعتبار سے شہادت کی شرائط بھی مختلف، کہیں سخت کہیں نرم ہوتی ہیں۔رؤیت ہلال کا معاملہ ایک حیثیت سے عام معاملات کی طرح ہے۔جن سے دوسرے لوگوں کا نفع ونقصان وابستہ ہوتا ہے۔اور دوسری حیثیت اس میں دیانت وعبادت کی بھی ہے اس لئے اس کی شرائط بہ نسبت دوسرے معاملات کی شرائط کے کچھ نرم ہیں عام معلاملات میں شہادت کے لئے دعویٰ شرط ہے کہ کوئی مدعی دعویٰ کرے اس دعویٰ کے ثبوت میں شہادت پیش ہو یہاں باتفاق جمہور فقہاء دعویٰ شرط نہیں۔امام ہدایہ شرائط شہادت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔واذا كان بالسماء علة قبل الامام شهادة الواحد العدل فى رؤية الهلال رجلا كان اوامرأة حرا كان اوعبدا لانه امر دينى فاشبه رواية الاخبار ولهذا لا يختص بلفظ الشهادة وتشترط العدالة لان قول الفاسق فى الديانات غير مقبول.وهكذا قال ابن عمر يثبت الهلال بشهادة شخص واحد لان هذا اخبار وليس بشهادة ولاخباريقبل فيه الواحد .

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں تو رؤیت ہلال رمضان میں ایک امام عادل شخص ''مرد یا عورت'' آزاد یا غلام کی گواہی قبول کرے گا۔کیونکہ یہ ایک دینی معاملہ ہے۔یعنی جب اس نے ایک دینی معاملہ یعنی لوگوں پر روزے کے وجوب کی خبر دی تو اس کی خبر کو قبول کیا جائے گا جب تک ظاہر اس کی تکذیب نہ کرے(البنایۃ)

جب یہ ایک دینی معاملہ ہے تو اس کی مشابہت روایت حدیث کے ساتھ ہوئی کہ اس میں راوی کے لئے لفظ شہادت ''اشہد'' کہنا تو

ضروری نہیں لیکن راوی کا عادل ہونا شرط ہے تو یہاں بھی رؤیت ہلال میں گواہی دینے والے کے لئے لفظ شہادت تو ضروری نہیں لیکن اس کا عادل ہونا شرط ہے کیونکہ دیانت میں فاسق کا قول غیر مقبول ہے اور فتاوٰی تاتارخانیہ میں مذکور ہے۔ وروی بشر عن ابی یوسف فی الامالی ان ابا حنیفةؒ کان یجیز علی هذا هلال رمضان شهادة الرجل الواحد العدل المولیٰ والعبد والامة والمحدود فی القذف اذا کان عدلا سواء ولا یجیز شهادة الکافر والفاسق ولایجیز فی هلال ذی الحجة والفطر الا شهادة رجلین او رجل وامرأتین ولا یجیز شهادة العبد والامة والمحدود فی القذف. وفی فتاوٰی الخلاصة وان تاب قال وهو قول ابی یوسفؒ واما هلال ذی الحجة ذکر فی بعض المواضع انه بمنزلة هلال شوال وفی فتاوٰی العتابیة وهو المختار وذکر فی بعض المواضع انه بمنزلة هلال شهر رمضان (الفتاوٰی التاتار خانیه کتاب الصوم ج۲ ص ۳۵۱،۳۵۲) مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے ہلال رمضان میں ایک عادل شخص کی گواہی کو جائز قرار دیا ہے اور اس کی شہادت میں مولیٰ غلام باندی اور محدود فی القذف جب کہ عادل ہوں تو سب ایک برابر ہیں۔ اور کافر و فاسق کی شہادت جائز نہیں اور ہلال ذی الحجہ اور فطر میں امام ابوحنیفہؒ دومرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کو جائز قرار دیتے تھے اور غلام و باندی اور محدود فی القذف کی شہادت کو جائز قرار نہیں دیتے اور خلاصۃ الفتاوٰی میں مذکور ہے کہ محدود فی القذف اگرچہ توبہ کرے تب بھی اس کی شہادت ہلال وذی الحجہ میں قبول نہیں کی جائے گی اور یہی قول امام ابویوسفؒ کا ہے اور ہلال ذی الحجہ کے بارے میں بعض کتابوں میں مذکور ہے ''وہ ہلال شوال کے درجہ میں ہے یعنی اگر آسمان صاف ہوتو ایک آدمی کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی بلکہ زیادہ تعداد شرط ہے اور اگر آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں تو دومرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی اور فتاوٰی عتابیہ میں مذکور ہے کہ یہی قول مختار ہے۔ اور بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ وہ ہلال رمضان کے درجے میں ہے یعنی اگر آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں تو ایک عادل شخص کی گواہی قبول کی جائے گی چاہے وہ مولیٰ ہو یا غلام یا باندی یا محدود فی القذف اور اگر آسمان صاف ہو تو ظاہر الروایۃ یہی ہے کہ ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں ہوگی بلکہ زیادت عدد کی ضرورت ہے اور المتانة فی مرمة الخزانة میں مذکور ہے وفی السراجیه اذا کان بالسماء علة من سحاب او ضباب او دخان تقبل علی رمضان شهادة عدل رجلا کان او امرأة اوعبدا اوامة او محدوا فی قذف تائبا وفیها ولا یشترط لفظ الشهادة .وهکذا فی کشف المشکل لابن الجوزی (کشف المشکل لابن الجوزی علی صحیح البخاری ج۳ص ۳۳۳) وجامع الفقه لابن الجوزی (جامع الفقه کتاب الصوم ج۳ص ۲۰۰) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آسمان صاف نہ ہو تو رؤیت ہلال رمضان کی گواہی قبول کی جائے گی اور محدود فی القذف اگر توبہ کرے تو اس کے بعد اس کی گواہی بھی قبول کی جائے گی اور لفظ شہادت شرط نہیں اور اس طرح امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ بھی اپنی کتاب مبسوط میں لکھتے ہیں کہ محدود فی القذف کی گواہی توبہ کرنے کے بعد قبول کی جائے گی۔ اور امام ہدایہ فرماتے ہیں کہ محدود فی القذف کی

گواہی توبہ کرنے کے بعد قبول کی جائے گی اور حضرت مفتی محمد شفیعؒ اپنے رسالہ رؤیت ہلال میں لکھتے ہیں پانچویں شرط شہادت کی سب سے اہم شرط ہے جو ہر قسم کی شہادت میں ضروری سمجھی جاتی ہے وہ شاہد کا عادل ہونا ہے جو بنص قرآن ثابت ہے **واشهدوا ذوی عدل منکم**۔ خلاصہ اس شرط کا یہ ہے کہ شاہد عادل ہونا چاہیے فاسق نہ ہو مگر باتفاق فقہاء اس کا مطلب یہ ہے کہ فاسق کی شہادت کو قبول کرنا اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا قاضی کے ذمہ واجب نہیں لیکن اگر قاضی کو قرائن کے ذریعہ معلوم ہو جائے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا اس بناء پر وہ فاسق کی شہادت پر کوئی فیصلہ کر دے تو یہ فیصلہ صحیح اور نافذ ہے اور اس طرح حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ فاسق کی شہادت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر کسی جگہ حاکم وقت یا اس کے نائب (جماعت علماء یا عالم ثقہ فی القریہ) نے رؤیت ہلال کے باب میں فاسق کی شہادت کا غلبہ ظن کے بعد اعتبار کرتے ہوئے حکم دے دیا تو نتیجۃً وہ سب کے لئے قابل تسلیم سمجھا جائے گا لیکن اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ میں مذکور ہے۔ **قوله عدل ای لیس بفاسق بین فسقه فان کان مستور الحال قبل قوله کما فی الهدایه(عمدة الرعاية علی شرح الوقایه ج ۱ ص ۳۰۹)**۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مستور الحال کی گواہی قابل قبول ہے اور صاحب فتاوی تاتارخانیہ نے بھی امام ابوحنیفہؒ کی ایک قول صحیح بروایت حسن نقل کیا ہے کہ مستور الحال کی گواہی قابل قبول ہے چنانچہ لکھتے ہیں **واما اذا کان مستور الحال فالظاهر انه لاتقبل شهادته وروالحسن عن ابی حنیفة انه تقبل شهادته وهو الصحیح(الفتاوی التاتار خانیه کتاب الصوم "رؤیة الهلال ج ۲ ص ۳۵۰) وهکذا فی مظاهر حق وعزیز الفتاوی وعالمگیری(عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۷)** فقہ کی مستند اور مشہور کتاب معین الحکام میں مستور الحال کے بحث کو ایک مستقل باب میں واضح طور پر بیان کیا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ قرار دی ہے کہ حق تعالیٰ نے فاسق کی شہادت کو رد کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اس کی تحقیق کرلو جیسا کہ ہدایہ کے حاشیہ میں مذکور ہے۔ **انما لم یقل مردود لان الخبر الفاسق موقوف لقوله تعالیٰ اذا جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا**:"جس کا مطلب یہی ہے کہ تحقیق سے اس کا سچا ہونا ثابت ہو جائے تو قبول کرلو ورنہ رد کرلو۔ تو جب حالات کا جائزہ لے کر قاضی کو اس کے سچا ہونے کا گمان غالب ہو جائے تو وہ اس کی شہادت قبول کرسکتا ہے۔ اس تحقیق میں "معین الاحکام" کے یہ الفاظ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ **قال القرا فی باب السیاسة نص بعض العلماء علی انا اذالم نجد فی جهة الاغیر العدول اقمنا اصلحهم اقلهم فجورا للشهادة علیهم ویلزم ذلک فی القضاة وغیرهم لئلا تضیع المصالح قال وما اظن احدا یخالف فی هذا فالتکالیف شرط فی المکان وهذا کله لضرورة لئلا تهدر الاموال وتضیع الحقوق .... هذا هو الثواب الذی علیه العمل (معین الحکام)** یعنی علامہ قرافی نے باب السیاست میں بیان کیا ہے کہ علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے جب کسی جگہ شاہد عادل نہ ملیں تو ہم غیر عادل لوگوں میں جو دین کے اعتبار سے بہتر اور فسق میں کم ہو اس کو شہادت کے لئے قائم کریں گے۔ اور ایسا کرنا اس زمانے کے قاضیوں کے لئے لازم ہے تاکہ لوگوں کے حقوق اور مصالح ضائع

نہ ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی عالم اور فقیہ اس بات سے اختلاف کرے گا کیونکہ وجوب بقدر استطاعت ہوتا ہے اور یہ ضرورت کی بناء پر ہے تاکہ لوگوں کے مال ضائع اور لوگوں کے حقوق تلف نہ ہو جائے۔ اس باب میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کی تفصیل اجمالاً حسب ذیل ہے۔

حنفیہ فی ہلال رمضان: عدل واحد ولو عبدا او انثی ولا یشترط لفظ الشھادۃ.

حنفیہ فی ہلال شوال: شھادۃ حرین او حر و حرتین بشرط العدالۃ ولفظ الشھادۃ

مالکیہ فی ہلال رمضان وشوال: جس جگہ کے باشندے رؤیت ہلال کا اہتمام کرتے ہوں وہاں کے شہادت عدلین اور جس جگہ اہتمام نہ ہو وہاں شہادت عدل واحد مطلقا، رمضان ہو یا شوال۔

شافعیہ فی ہلال رمضان وشوال: شھادۃ عدل واحد حر ذکر علی الاصح وفی روایۃ ولو عبدا وامرأۃ.

شافعیہ فی شوال: شھادۃ عدلین حرین

حنابلہ فی رمضان: شھادت عدل واحد ولو عبدا او امرأۃ شھادۃ عدلین حرین

(الدر المنضود علی سنن ابی داؤد ج۴ ص ۱۹۱)

خبر صادق اور شہادت میں فرق:

کسی معاملہ کے متعلق ایک ثقہ اور معتبر آدمی زبانی خبر دے یا ٹیلی فون پر بتلائے اور اس کی آواز پہچانی جائے یا خط میں لکھیں اور خط پہچانا جائے تو مخاطب کو اس خبر کے سچا ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا بجائے اس کو یقین کامل ہو جاتا ہے اور اس کے مقتضیٰ پر عمل کرنا اپنے حد تک اس کے لئے جائز بھی ہے اور عام معاملات میں ساری دنیا اس پر عمل بھی کرتی ہے لیکن اگر وہ اس یقین کو دوسروں پر لازم اور مسلط کرنا چاہے کہ سب اس کو تسلیم کرے تو شریعت اور موجودہ قانون میں اس کے لئے ضابطہ شہادت قائم ہونا ضروری ہے اس کے بغیر کوئی قاضی یا حاکم اپنے اس یقین کو دوسروں پر مسلط نہیں کر سکتا (جواہر الفقہ ج ۱ص ۳۹۸،۳۹۹)

ہلال عید کے متعلق شرعی ضابطہ شہادت:

ہلال عید کے متعلق شرعی ضابطہ شہادت کے بارے حضرت مفتی محمد شفیعؒ جواہر الفقہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اگر مطلع صاف نہیں تھا۔ غبار، دھواں، بادل وغیرہ افق پر ایسا تھا جو چاند دیکھنے میں مانع ہو سکتا تھا۔ ایسی حالت میں رمضان کے لئے ایک ثقہ کی اور عیدین وغیرہ کے لئے دو ثقہ مسلمانوں کی شہادت کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ مگر حکومت کے لئے ایسی شہادت کا اعتبار کر کے ملک میں اعلان کرنے کے واسطے تین صورتوں میں کسی ایک کا ہونا ضروری ہے اگر ان صورتوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے تو ایسی شہادت کی بنیاد پر عید کا اعلان کرنا

حکومت کے لئے یا کسی ذمہ دار جماعت کے لئے جائز نہیں ہے وہ تین صورتیں اصطلاح شریعت میں یہ ہیں۔

(۱) شہادت علی الرؤیۃ (۲) شہادت علی شہادۃ الرؤیۃ (۳) شہادت علی القضاء

شہادۃ علی الرؤیۃ: شہادت علی الرؤیۃ یہ ہے کہ ایسے عالم یا جماعت علماء کے سامنے شہادت دینے والا بذات خود پیش ہوں جن کی احکام شرعیہ، فقہیہ، اور اسلام کے ضابطہ شہادت میں مہارت پر پورے ملک میں اعتماد ویقین کیا جاتا ہو اور یہ عالم یا علماء متفقہ طور پر اس شہادت کو قبول کرنے کا فیصلہ کرے۔

شہادت علی شہادۃ الرؤیۃ: شہادت علی الشہادت یہ ہے کہ اگر یہ گواہ (مرض یا سفر کی وجہ سے) خود حاضر نہیں ہوئے یا نہیں ہوسکتے تو ہر ایک کی گواہی پر دو گواہ ہوں (یعنی اصل گواہ ان کو اپنی گواہی پر گواہ بنائیں) اور وہ گواہ عالم یا علماء کے سامنے یہ شہادت دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے فلاں رات میں فلاں جگہ اپنی آنکھوں سے چاند ہے (اور یہ الفاظ کہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ فلاں دن فلاں نے مجھے اپنی شہادت پر شاہد بنایا ہے، اس لئے میں اس کی شہادت پر شہادت دیتا ہوں)

شہادت علی القضاء: شہادت علی القضاء یہ ہے کہ جس جگہ پر چاند دیکھا گیا ہے اگر وہاں حکومت کی طرف سے کوئی ذیلی کمیٹی قائم ہے اور اس میں کچھ ایسے علماء موجود ہیں جن کے فتوی پر علماء اور عوام اعتماد کرتے ہیں اور چاند دیکھنے والے ان کے پاس پہنچ کر اپنی عینی شہادت پیش کریں اور وہ علماء ان کی شہادت قبول کریں تو ان علماء کا فیصلہ اس حلقہ کے لئے تو کافی ہے جس میں شہادت پیش ہوئی ہے مگر پورے ملک میں اس کے اعلان کے لئے ضروری ہے کہ حکومت کی نامزد کردہ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے سامنے ان علماء کا فیصلہ بشرائط ذیل پیش ہو یہ سب علماء یا ان کا امیر یہ تحقیق کرے کہ فلاں وقت ہمارے سامنے دو یا زائد شاہدوں نے بچشم خود چاند دیکھنے کی گواہی دی اور ہمارے نزدیک یہ گواہ ثقہ اور قابل اعتماد ہے اس لئے ان کی شہادت پر چاند ہونے کا فیصلہ دے دیا یہ تحریر دو گواہوں کے سامنے لکھ کر سربمہر کردی جائے اور یہ گواہ یہ تحریر لے کر مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے علماء کے سامنے اپنی اس شہادت کے ساتھ پیش کریں کہ فلاں علماء نے یہ تحریر ہمارے سامنے لکھی ہے مرکزی کمیٹی کے نزدیک اگر ان کا فیصلہ شرعی قواعد کے مطابق ہے تو اب یہ کمیٹی پورے ملک میں مرکزی حکومت کے دیئے ہوئے اختیارات کے ماتحت اعلان کرسکتی ہے اور یہ اعلان سب مسلمانوں کے لئے واجب القبول ہوگا وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ یہ اعلان عام خبروں کی طرح نہ کیا جائے بلکہ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے کوئی سرکردہ عالم خود ریڈیو پر اس امر کا اعلان کرے کہ ہمارے پاس شہادت علی الرؤیۃ یا شہادت علی الشہادۃ الرؤیۃ یا شہادۃ علی القضاء کی تین صورتوں میں سے فلاں صورت پیش ہوئی ہے ہم نے تحقیقات ہونے کے بعد اس پر چاند ہونے کا فیصلہ کیا اور مرکزی حکومت کے دیئے ہوئے اختیارات کی بنا پر ہم یہ اعلان پورے ملک کے لئے کررہے ہیں یہ چند اصولی باتیں ہیں جن کا رؤیت ہلال کمیٹی اور اس کے معاملے میں پیش نظر رہنا ضروری ہے (جواہر الفقہ ج ا ص ۳۹۹، ۴۰۱)

آئندہ قسطوں میں انشاء اللہ العزیز دنیا بھر کے جرائد ورسائل، اخبارات کے مضامین کے ساتھ ساتھ تمام مدارس کے فتاوی شامل کئے جائینگے اور باقاعدہ اس پر جید علماء کی ایک نگران کمیٹی کی سفارشات کا تبصرہ بھی شائع کیا جائے گا۔

مراجع و مصادر

۱۔ قرآن مجید
۲۔ مشکوۃ المصابیح
۳۔ ہدایہ
۴۔ الدرالمختار علی الردالمختار
۵۔ تنبیہ الغافل والوسنان علی احکام ہلال رمضان
۶۔ رسائل ابن عابدین
۷۔ فتاوی عالمگیری
۸۔ جدید فقہی مسائل مولانا شیخ خالد سیف اللہ رحمانی
۹۔ فتح الملہم
۱۰۔ ماہنامہ بینات
۱۱۔ فتاوی محمودیہ
۱۲۔ رؤیت ہلال مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی
۱۳۔ صحیح المسلم
۱۴۔ فقہہ النافع مکتبہ العبیکان
۱۵۔ الفتاوی تاتارخانیہ
۱۶۔ البحرالرائق
۱۷۔ بدائع الضائع فی ترتیب الشرائع
۱۸۔ الفتاوی الولوجیۃ
۱۹۔ المتانۃ فی مرمۃ الخزانۃ
۲۰۔ البنایۃ
۲۱۔ جوامع الفقہ
۲۲۔ عمدۃ الرعایۃ علی شرح الوقایہ
۲۳۔ معین الاحکام
۲۴۔ الدرالمنضود شرح ابی داؤد
۲۵۔ جواہر الفقہ

﴿سمت (جہت) قبلہ معلوم کرنے کا صحیح ترین نسخہ﴾

ہر شمسی سال کے دوران ''28 مئی'' اور ''16 جولائی'' کو مکہ معظمہ میں نصف النہار کے وقت سورج مسجد الحرام کے عین اوپر ہوتا ہے روئے زمین پر اس وقت جہاں بھی دن ہو، اس وقت ہر چیز کا سایہ مکہ معظمہ (کعبہ) کی طرف ہوتا ہے۔

قبلہ معلوم کرنے کے لئے رسی کے سرے پر کوئی وزنی چیز باندھ کر (سول) کسی ہموار مقام پر لٹکائی جائے یا سیدھی لاٹھی گاڑ دی جائے۔ پھر پاکستانی وقت کے مطابق 28 مئی کو 2 بجکر 18 منٹ پر یا 16 جولائی کو 2 بجکر 26 منٹ پر اس رسی یا لاٹھی کے سائے کی سیدھ میں لکیر کھینچ لی جائے یہی لکیر سمت قبلہ کو ظاہر کرے گی۔ (بحوالہ سمت قبلہ علامہ بنوری)